اُردُو خُلاصہ

شرح نُخبۃ الفِکر

از
(مولانا) مولوی حاجی محمد فضل کریم صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل
(سندیافتہ مدرسہ عالیہ رامپور)

جس کو باخذ حقوق دائمی
شیخ جان محمد اللہ بخش گیلانی تاجران کتب
لاہور بازار کشمیری
نے سنہ ۱۹۲۶ء میں

امیہ سٹیم پریس لاہور میں باہتمام منشی محمد لبیق خان پرنٹر چھپوایا

کتب اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور بابت سال ۱۹۲۶-۲۷ء

مولوی سنہ ۱۹۲۶-۲۷ء

پرچہ ۱ - مراح الارواح - ۶/
کافیہ - ۸/
پرچہ ۲ - جدید الف - لے کورس عربی -
مطبوعہ سنہ ۱۹۲۳ء - عہ/
دیوان صریع الغوانی
پرچہ ۳ - تاریخ الخلفا - عہ/
ابداع الاسالیب از ... - صہ/
پرچہ ۴ - شرح تہذیب - ۱۰/
پرچہ ۵ - قدوری - [illegible]
سراجی - ۱۰/
یا کتاب المواریث من شرائع الاسلام
پرچہ ۶ - عربی سے اردو اور اردو سے عربی زبان میں ترجمہ

کتب امدادی

اردو ترجمہ الف لے عربی کورس - [illegible]
اردو ترجمہ تاریخ الخلفا - [illegible]
شرح تہذیب فارسی - ۱۲/
اردو ترجمہ قدوری - [illegible]
عربی بول چال حصہ دوم از حافظ عبدالرحمن مرحوم امرتسری [illegible]
مبادی الحکمت از مولوی نذیر احمد - [illegible]

مولوی عالم سنہ ۱۹۲۶-۲۷ء

پرچہ ۱ - مفصل مجتبائی - [illegible]
الکافی فی العروض والقوافی مصری ...
پرچہ ۲ - سیرت الرسول ابن ہشام (باب ...
سے غزوہ بدر تک اشعار شامل) ...
بی. اے عربی کورس نو ترمیم سنہ ۱۹۲۳ء ...
سبعہ معلقہ ۸/
پرچہ ۳ - مختصر المعانی فن اول و دوم ...
قطبی - عہ/
پرچہ ۴ - میبذی عہ/
شریفی شرح سراجی عہ/
(یا) کتاب المواریث من شرائع الاسلام
کنز الدقائق کلاں [illegible]
پرچہ ۵ - ترجمتین
پرچہ ۶ - جواب مضمون

اختیاری مضمون

(۱) دربار اکبری (تتمہ خارج) ...
(۲) مجموعہ نظم آزاد ۸/
مسدس حالی ۸/
انتخاب مخزن حصہ اول نظم ...

(باقی فہرست کیلئے ملاحظہ ہو ورق آخیر)

عرضِ حال

اہل علم جانتے ہیں کہ اصول حدیث میں شرح نخبۃ الفکر ایک مختصر اور مفید کتاب ہے۔
یہی وجہ ہے کہ مدت دراز سے تمام مدارس اسلامیہ کے نصاب تعلیم میں لازمی طور پر
داخل ہونیکے علاوہ چندسال سے پنجاب یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد نے بھی اسے
درس مولوی فاضل میں شامل کرلیا ہے مگر چونکہ کتاب مشکل اور حل طلب تھی اور
کسی صاحب نے اسکے حل یا خلاصہ کیطرف توجہ نہیں فرمائی تھی اسلئے اسکے سمجھنے میں
طلبہ کو بہت سی دقتیں پیش آتی تھیں۔
اسی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے فقیر نے اسکا عام فہم اردو خلاصہ کر دیا ہے۔
جس میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔
(۱) عبارت عام فہم اور مختصر ہے۔ (۲) متن و شرح کے تقریباً تمام ضروری مسائل
اس میں آگئے ہیں (۳) حل طلب مسائل کی خوب توضیح و تشریح کر دی ہے
گویا خلاصہ کا خلاصہ اور شرح کی شرح۔ (۴) ضروری اور واجب الحفظ
مسائل کو اپنے عنوانات سے ذکر کیا ہے۔ اور دیگر امور مفیدہ کو
بعنوان ف (فائدہ) ایک خط کے تحت بصورت حاشیہ درج کر دیا ہے
کہ طالبان اجمال و تفصیل کو یکساں فائدہ پہنچ سکے اور ضروری مسائل کے یاد کرنے میں
دقت نہ ہو (۵) تکمیل فائدہ کیلئے علامہ ابن حجر عسقلانی رح مصنف کتاب کی مختصر سی لائف بھی
آخر میں شامل کر دی ہے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وھو حسبی ونعم الوکیل

(مولنا مولوی) حاجی محمد فضل کریم عفی عنہ (مولوی فاضل، منشی فاضل)
مدرس یافتہ مدرسہ عالیہ رامپور۔ سابق مدرس اعلیٰ مدرسہ اشاعت العلوم چکوال
(ضلع جہلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر وبک نستعین

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

سبب تالیف نخبۃ الفکر

اصطلاحات محدثین و قوانین روایت میں اسوقت تک علماء اسلام نے ہزاروں چھوٹے بڑے متون و شروح۔ مستدرک۔ مستخلص وغیرہ لکھے۔ مگر کسی میں کوئی اور کسی میں کوئی نقص ضرور تھا۔ بااینہمہ ان میں سب سے عمدہ جامع و نافع مقدمہ ابن صلاح تھا۔ مگر اسکی وضع و ترتیب بھی شایان شان کتاب نہ تھی۔ اسیواسطے جیسا کہ چاہیئے اس سے فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ بعض احباب نے مجھے اسکے خلاصہ لکھنے کی باصرار فرمائش کی۔ اور میں نے انکی فرمائش کی تعمیل کرتے ہوئے اسکا ایک عجیب وغریب وضع کا خلاصہ مرتب کیا جس میں علاوہ اصل کتاب کے تمام ضروری مسائل درج کرنے کے اور بھی بہت سے قیمتی فوائد کا اضافہ کیا۔ اور اسکا نام اسم بامسمیٰ نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر رکھا۔

اس رسالہ کی اسقدر مقبولیت ہوئی کہ انہی احباب نے مجھے اسکی ایک مختصر مگر جامع شرح لکھنے پر مجبور کیا۔ پس میں اپنے کریم و توانا خدا کی توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے اسکے میدان شرح میں اترتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

اصول حدیث وہ علم ہے جس میں راوی و مروی کے حالات سے بحیثیت ردّ و قبول بحث ہوتی ہے۔

موضوع اصول حدیث۔ راوی و مروی بحیثیت مذکورہ۔

اسکی غرض و غایت۔ قبولِ مقبول۔ ردِّ مردود۔

حدیث۔ لغت میں ہر نو پید چیز کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح محدثین میں ہر وہ قول۔ فعل و تقریر و صفت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو حدیث ہے۔

ف۔ یہ تعریف حدیث کی دونوں قسموں (قوی وضعیف) کو شامل ہے۔ مگر اقوال۔ افعال۔ تقریرات و صفاتِ صحابہ و تابعین کو شامل نہیں۔ اسی واسطے صاحب خلاصہ نے تعریف مذکور میں صحابہ اور تابعین کی قید اور بڑھا دی ہے۔

خبر۔ جمہور اصولیین کے نزدیک خبر و حدیث دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ مگر بعض حدیث کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال۔ افعال وغیرہ احوال منقولہ کے ساتھ۔ اور خبر کو آپ کے ماسوا دیگر لوگوں کے احوال مرویہ کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں۔ اسیواسطے مشتغل بالتواریخ والقصص کو اخباری یا مورخ اور مشتغل بالسنۃ النبویۃ کو محدث کہتے ہیں۔

بعض آخر حدیث کو خاص مطلق اور خبر کو عام مطلق سمجھتے ہیں۔ پس بنابریں ہر حدیث خبر ہوگی۔ مگر ہر خبر حدیث نہ بنے گی۔ بلکہ صرف بعض افراد حدیث افراد خبر ہوں گے۔

الاسناد۔ ذکر سند اور طریق متن کی حکایت کا نام ہے۔

ف۔ کبھی کبھی اسناد بمعنے سند بھی آتا ہے۔

المتن۔ وہ کلام جس پر حکایت مذکورہ ختم ہو۔

تقسیم حدیث بلحاظ وصول الی الراوی | حدیث باعتبار اسکے کہ راوی تک کس طرح پہونچی؟ چار قسم ہے (۱) متواتر۔ اگر اصل مروی عنہ سے
اس راوی تک اسطرح پہونچی کہ ہر زمانہ میں اسے ایک ایسی جماعت روایت
کرتی چلی آئی ہے جسکا جھوٹ وافترا پر باہم اتفاق کرلینا عادۃً محال وناممکن ہو
اور اسکی انتہا کسی امر محسوس ومشاہد پر ہونے کے علاوہ وہ سامع کے لئے
مفید علم یعنے ضروری بھی ہو۔

ف۔ پس اگر مفید علم ضروری نہ ہوئی تو وہ مشہور رہیگی نہ متواتر۔ بنابریں
ہر متواتر مشہور رہیگی مگر ہر مشہور متواتر نہ ہوگی۔ بلکہ بعض۔

ف۔ بعض لوگ خبر متواتر کے مفید علم ضروری ہونیکا انکار کرتے ہیں اور وہ
مفید علم استدلالی ہونیکے قائل ہیں۔ مگر صحیح قول اول ہے کیونکہ تواتر سے اُس عامی
وجاہل کو بھی علم حاصل ہوجاتا ہے جو استدلال ونظر کے معنے (ترتیب امور معلومہ
برائے وصول بسوئے امر مجہول) کا نام تک نہیں جانتا۔ پس اگر یہ تواتر سے
حاصل شدہ علم نظری واستدلالی ہوتا تو عامی وجاہل بمعنے نظر تک کو ہرگز حاصل
نہ ہوسکتا۔ فہذا ہو الفرق بین الضروری والنظری۔

ف۔ اگرچہ ابن صلاح رح (خبر متواتر) کے نہایت قلت وجود (القلیل کالمعدوم)
کا قائل ہے۔ اور ابن حبان وغیرہ نے سرے سے اسکے وجود ہی کا انکار کردیا ہے
مگر بنا بر تحقیق یہ دونوں دعوے غلط ہیں کیونکہ وہ کتب احادیث جنکے اپنے
ثقات مصنفین کی طرف صحیح طور پر منسوب ہونے پر علماء شرق وغرب کا اتفاق
ہے (جیسے بخاری ومسلم وغیرہ) جو احادیث ان میں متفقہ طور پر ایسے طرق سے مروی
ہیں جنکا توافق برکذب عادۃً محال ہے اُنکے متواتر ہونے میں کوئی کلام نہیں
اور اس قسم کی احادیث بکثرت موجود ہیں۔

قسم دوم مشہور و مستفیض:- اگر راوی تک حدیث ایسے طرق محصورہ (زائد از دو) سے پہنچے جو جامع شرائط تواتر نہ ہو تو وہ حدیث محدثین کے نزدیک مشہور اور فقہاء کے نزدیک مستفیض کہلائے گی۔

ف- بعض محدثین حدیث کے مستفیض ہونیکے لئے طرفین (ابتداء سند و انتہاء سند) کا یکساں ہونا شرط قرار دیتے ہیں اور تعریف مشہور میں یہ قید نہیں لگاتے۔

ف- بعض اوقات اس خبر کو بھی مشہور کہتے ہیں جو زبان زد مخلوق ہو۔ اس تقدیر پر وہ حدیث بھی مشہور کہلا سکیگی جو ایک ہی استاد سے مروی ہے بلکہ وہ حدیث جسکا کوئی بھی اسناد نہیں مگر زبان زد ہے۔ مشہور میں داخل ہوگی۔

قسم سوم عزیز:- وہ حدیث جسکے راوی کسی مرتبہ میں بھی دو سے کم نہ ہونے پائیں (زائد ہوں تو ہوں) اسکے علاوہ درجۂ تواتر اور حد شہرت کو بھی نہ پہنچی ہو۔ وہ عزیز ہے۔

ف- حاکمؒ و جبائیؒ نے صحت حدیث کے لئے یہ شرط قرار دی ہے کہ اسکے راوی دو سے کم نہ ہوں۔ اور قاضی ابوبکرؒ نے (دو سے کم نہ ہونے کو) شرط بخاری کہا ہے اور اس اعتراض کا کہ حدیث الاعمال بالنیات جو کہ بخاری شریف میں موجود ہے اسکو حضرت عمرؓ سے صرف حضرت علقمہ ہی نے روایت کیا ہے۔ انکے ساتھ اس روایت میں دوسرا کوئی شریک نہیں۔ پس یہ شرط بخاری نہ ہوئی) یہ جواب دیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اسکو خطبہ جمعہ میں پڑھا جسکو سینکڑوں نے سنا پس تفرد علقمہ کا شبہ جاتا رہا۔ مگر یہ جواب بوجوہ ذیل درست نہیں:

(۱) اگر یہ تسلیم بھی کرلیں کہ صحابہؓ نے خطبہ جمعہ میں اس حدیث کو حضرت عمرؓ سے سنا اور اسپر کوئی اعتراض نہ کیا خاموش رہے۔ لیکن انکے سکوت سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عمرؓ کے علاوہ کسی دوسرے سے بھی

سُنی ہوئی تھی تاکہ اصل اعتراض حضرت علقمہؓ یا حضرت عمرؓ کے تفرد کا باقی نہ رہتا۔
(۲) اسکو بھی اگر مان لیں تو اسکا کیا ثبوت ہے کہ حضرت علقمہ سے محمد بن ابراہیم کے علاوہ کسی اور نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے؟۔
(۳) اگر بالفرض اس حدیث کی نسبت عدم تفرد تسلیم بھی کر لیا جائے جب بھی قاضی صاحب کا یہ دعویٰ عام (بخاری کی ہر حدیث کے راویوں کا کسی مرتبہ میں بھی دو سے کم نہ ہونیکا اشتراط) بہزار مشکل بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

ف۔ برخلاف اسکے ابن حبانؒ یہ کہتا ہے کہ روایت دو کس از دو کس کا وجود ہی نہیں۔

قول ابن حبان کا رد۔ اگر اسکا یہ مطلب ہے کہ اول سے آخر تک اسناد کے کسی مرتبہ میں بھی راویوں کی تعداد نہ دو سے بڑھے اور نہ دو سے گھٹے تو یہ ایک حد تک قابل تسلیم ہے۔ لیکن عزیز کی جو تعریف جمہور نے کی اور جو اوپر مذکور ہوئی اس میں صرف دو سے کمی کی نفی ہے زیادتی کی نفی نہیں۔

قسم چہارم غریب۔ یعنے وہ حدیث جسکے سلسلۂ اسناد میں کہیں نہ کہیں راوی کا انفرادی حدیث میں تفرد پایا جائے۔

ف۔ **احاد**۔ متواتر کے سوا باقی تینوں اقسام کو اخبار احاد کہتے ہیں۔ پس خبر واحد وہ ہے جو جامع شروط تواتر نہ ہو۔

تقسیم احاد۔ خبر واحد دو قسم ہے۔ (۱) مقبول (۲) مردود۔ اگر راوی کی جانب صدق وعدالت راجح ہوئی تو مقبول ہے (جو عند الجمہور واجب العمل ہے) ورنہ مردود۔ کیونکہ صدق وکذب دونوں میں سے کوئی جانب بھی راجح نہ ہوئی تب بھی حدیث بوجہ نہ پائے جانے صفت قبولیت کے مردود ہوگی۔

ف۔ بعض اوقات اخبار احاد (مشہور۔ عزیز۔ غریب) بھی (جبکہ انکے ساتھ

ایسے قرائن ملجائیں جو مفید یقین ہوں) علم یقینی نظری کا فائدہ بخشتے ہیں لیکن یہ علم یقینی اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو احوال رُوات سے پورا واقف اور فن حدیث کا پورا ماہر ہو۔

حدیث جو مقرون بالقرائن ہو۔ کئی قسم ہے (۱) وہ حدیث صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) جو تنقید کی کسوٹی پر صحیح اُترے اور کسی دوسری صحیح حدیث کی معارض نہو۔ (کیونکہ شیخین امام بخاری و امام مسلم) کی جلالت شان اور سلیم و سقیم کی تمیز میں انکا اعلیٰ پایہ۔ اور مشرق و مغرب کے محققین محدثین کا صحیحین کی احادیث کو کمال وقعت اور مقبولیت کی نگاہ سے دیکھنا انکی احادیث کی صحت اور مفید علم یقینی نظری ہونیکے عمدہ ترین قرائن ہیں۔

ف۔ اسپر ایک اعتراض اور اُسکا جواب۔ } بعض علماء کا اس مقبولیت کو وجوب عمل علی ما فی الصحیحین کی دلیل ٹھہرانا اور ان احادیث صحیحین کی صحت کی دلیل نہ ماننا محض سینہ زوری ہے۔ کیونکہ ہر حدیث صحیح واجب العمل ہوتی ہے۔ پس اس تقدیر پر صحیحین کی کوئی خصوصی فضیلت نہ رہیگی۔ حالانکہ تمام دنیا ان کے فضائل مخصوصہ کی قائل و مداح ہے۔ اور ائمہ حدیث کی تصریحات اسپر شاہد ہیں۔

(۲) مقرون بالقرائن کی دوسری قسم وہ خبر مشہور ہے جو ایسے طرق سے مروی ہو جو ضعف و علل سے خالی ہوں۔

(۳) مسلسل بالائمہ۔ وہ حدیث جو غریب نہ ہو اور یکے بعد دیگرے آئمۂ مذہب کہ حفاظ و محققین حدیث ہیں اُسکو روایت کرتے چلے آئیں۔ جیسے امام احمدؒ بشمولیت ایک دیگر راوی ثقہ امام شافعی صاحب سے اور بشمولیت دیگر راوی ثقہ امام مالکؒ صاحب (وعلی ہذا) روایت کریں۔

ف۔ مقرون بالقرائن کے ان تینوں قسموں (حدیث صحیحین۔ خبر مشہور۔ مسلسل بالائمہ) کا اجتماع بھی ہو سکتا ہے۔ اسوقت یقیناً ان سے علم ضروری حاصل ہوگا۔

اقسام غریب۔ اگر غرابت (تفرد) اصل سند (یعنے تابعی کے صحابی سے روایت کرنے) میں ہوئی تو اُسے

فرد مطلق۔ فرد مطلق کہتے ہیں۔

فرد نسبی۔ اگر اس کے بعد کے راویوں میں تفرد ہوا تو وہ فرد نسبی ہے۔

ف۔ اگرچہ لغتہً و اصطلاحاً غریب و فرد دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ لیکن کثرت و قلت استعمال کے لحاظ سے اکثر فرد کا اطلاق فرد مطلق پر اور غریب کا استعمال فرد نسبی میں کرتے ہیں۔ مگر یہ فرق مرسل و منقطع کی طرح صرف اطلاق اسم مشتق میں ہے۔ بلحاظ استعمال فعل کوئی فرق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فرد مطلق۔ اور فرد نسبی دونوں کی نسبت تَفَرَّدَ فلانٌ اور غَرُبَ فلانٌ یکساں بولتے ہیں جیسا کہ مرسل و منقطع دونوں کے متعلق اَرْسَلَہٗ فلانٌ کہدیتے ہیں۔ اسی دقیق فرق کو نہ سمجھنے کے باعث بعض نے مرسل و منقطع میں فرق نہ کرنیکا بے بنیاد الزام بعض محدثین کے ذمہ لگایا ہے۔

خبر واحد مقبول کی تقسیم۔ خبر واحد مقبول چار قسم ہے۔ ۱ صحیح لذاتہ۔ ۲ صحیح لغیرہ۔ ۳ حسن لذاتہ۔ ۴ حسن لغیرہ۔

صحیح لذاتہ۔ اگر حدیث میں اعلیٰ درجہ کے صفات قبولیت (۱ عدالت ۲ ضبط تام۔ ۳ اتصال سند ۴ عدم تعلل (معلول و عیبدار ہونا) ۵ عدم شذوذ) موجود ہوئے تو وہ صحیح لذاتہ ہے۔

صحیح لغیرہ۔ ورنہ پھر دیکھا جائیگا اگر کثرت طرق نے یہ کمی پوری کردی تو وہ صحیح لغیرہ ہے۔

حسن لذاتہ۔ اگر کثرت طرق سے یہ کمی پوری نہ ہوئی مگر نفس شرائط قبولیت تمام موجود ہوئے ہوں صرف ضبط خفیف ہوا تو وہ حسن لذاتہ ہے۔

حسن لغیرہ۔ اگر صفات ردو قبول دونوں متعارض ہوئے مگر کسی قرینہ خارجیہ نے جانب قبولیت کو ترجیح دیکر اُس حدیث کو درجۂ توقف سے نکالدیا تو وہ حسن لغیرہ ہوگی۔

ف۔ صفات مذکورہ کی تشریح و توضیح۔

عدالت۔ اُس کیفیت راسخہ در نفس ناطقہ کا نام ہے جو اُس ملازمتہ تقویٰ اور استعمال مروۃ پر ہر وقت آمادہ کار رکھے۔

تقویٰ۔ شرک (جلی وخفی) فسق و بدعت وغیرہا اعمال بد سے کنارہ کش رہنے کا نام ہے۔

ضبط۔ دو قسم ہے۔ ضبط صدر۔ یعنے سنی ہوئی بات کو اسطرح یاد رکھنا کہ ضرورت کے وقت بلا دقت یاد آسکیں۔

ضبط کتاب۔ ابتدا ر سماع احادیث سے انتہار اداء تک انکو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے بچائے رکھنا۔

اتصال سند۔ سلسلہ روائیت میں کوئی راوی بھی چھوٹا ہوا نہ ہو۔ یعنے اس سلسلہ کا کوئی شخص بھی ایسا نہ ہو جس نے اس حدیث کو اپنے مروی عنہ سے بالمشافہ (روبرو) نہ سنا ہو۔

تعلل۔ حدیث میں کسی ایسی علت یا نقص کا پایا جانا جو اس حدیث میں قدح کا موجب ہو۔

شذوذ۔ کسی راوی ثقہ کی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی روایت میں کسی قسم کی مخالفت کرنیکا نام ہے۔

تفاوت مراتب صحت۔ چونکہ صحت احادیث کا مدار صفات مذکورہ (در تعریف صحیح) پر ہے اسلئے اُنکے تفاوت سے مراتب صحت کا متفاوت ہونا ایک لازمی امر ہے۔

پس اعلیٰ ترین صفات والی حدیث اعلیٰ اور اوسط والی اوسط اور ادنےٰ والی ادنٰے ہو گی۔

پس محدثین نے تفاضل احادیث کے علی الترتیب چھ درجے مقرر کئے ہیں۔

۱۔ حدیث متفق علیہ (جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں ہوں)۔ ۲۔ جو فقط بخاری میں ہو۔ ۳۔ جو صرف صحیح مسلم میں ہو۔ ۴۔ جو دونوں کے شرائط کے مطابق ہو۔ ۵۔ جو صرف شرائط بخاری کے مطابق ہو۔ ۶۔ جو صرف شروط مسلم کے موافق ہو۔

ف۔ گو بعض بعض محدثین نے اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے بعض بعض اسانید کو اصح الاسانید قرار دیا ہے مگر یہ ٹھیک نہیں البتہ تمام وہ اسانید جنکو آئمہ تنقید نے اصح مانا ہے انکو اُن دیگر تمام اسنادوں کی نسبت جنکو کسی نے اصح نہیں کہا اصح کہا جا سکتا ہے اگرچہ آپسمیں متفاوت ہوں۔

ف بلحاظ صحت کے۔ جمہور محققین محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح ہے۔ کیونکہ جن شرائط و صفات پر مدار صحت ہے یا اُنکو صحت میں دخل ہے وہ صحیح مسلم کی نسبت صحیح بخاری میں علی وجہ الکمال پائی جاتی ہیں

(**حسن ترتیب**۔ البتہ حسن سیاق اور حسن تبویب اور ایراد احادیث مطابق ابواب کے لحاظ سے صحیح مسلم کا درجہ صحیح بخاری سے کہیں اعلےٰ ہے۔ لیکن حسن صحت جدا چیز ہے اور حسن ترتیب جدا امر۔

نکتہ۔ چونکہ مراتب مذکورہ صحت کا تفاوت بحیثیت عدالت اور ضبط رواۃ کے ہے۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ دوسرے موجبات ترجیح کے باعث دوسری کوئی حدیث اُن احادیث سے جو بلحاظ حیثیت مذکورہ بالا کے اس سے اعلیٰ ہیں۔ اعلیٰ یا ہم پایہ ہو جاوے جیسا کہ وہ اسناد جو اصح الاسانید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے

(کمالکؒ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ) اگر صحیحین میں نہ ہوا تو اس حدیث سے جسکو صرف بخاریؒ یا صرف مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ ہوگا۔ بالخصوص جبکہ اسکے اسناد میں کچھ کلام بھی ہو۔

ف۔ واحد مقبول کے اقسام اربعہ مذکورہ (صحیح لذاتہ۔ صحیح لغیرہ۔ حسن لذاتہ۔ حسن لغیرہ) چونکہ باہم قسیم ہیں اسلئے ایک دوسرے کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔

صاحب ترمذی پر ایک اعتراض اور اس کا جواب ؎ جبکہ ان میں سے دو یا دو سے زائد اقسام کا اجتماع نہیں ہو سکتا تو پھر صاحب ترمذی کا ترمذی شریف میں یہ کہنا کیونکر درست ہوگا کہ "ہذا حدیث حسن صحیح" وغیرہ۔

اسکی دو صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) یا تو قائل کو یہ حدیث ایک ہی اسناد سے ملی ہوگی یا (۲) متعدد سے۔ پہلی صورت میں اس حکم (جمع) کا منشا اسکا تردد ہوگا (یعنے آیا بلحاظ صفات رواۃ وغیرہ شرائط صحت وحسن یہ حدیث صحیح ہے یا حسن) اس صورت میں حرف تردید (اَوْ) درمیان سے محذوف ہوگا۔

ف۔ بنابریں وہ حدیث جسکے متعلق فقط صحیح کہا گیا ہے حدیث حسن صحیح سے راجح ہوگی۔ دوسری صورت میں تعدد اسناد۔ یہ حکم (جمع) بلحاظ تعدد طرق ہوگا۔ یعنے ایک اسناد سے حسن ہوگی دوسرے سے صحیح۔

ف۔ اس تقدیر پر (حسن صحیح) حسن (فقط) یا صحیح (فقط) سے راجح ہوگا۔

صاحب ترمذی پر ایک دوسرا اعتراض اور اسکا جواب (س) بنابر تقریر ترمذیؒ حدیث حسن کے لئے تعدد طرق شرط ہے۔ پس بعض احادیث کی نسبت انکا یہ قول ھذا حدیث حسن

لانعرفه الا من هذا الوجه کیونکر جائز ہوا۔

(ج) یہ شرط (تعدد طرق) مذکور حسن اصطلاحی کی نہیں تاکہ اعتراض وارد ہو بلکہ اُس حسن خاص کی ہے جو کتاب (ترمذی شریف) میں وارد ہوا۔ اور اُسکے ساتھ قید غریب وغیرہ کی نہیں۔ چنانچہ صاحب ترمذی کا یہ قول وما قلنا فی کتابنا حدیث حسن فانما اردنا به ما حسن اسناده عندنا فکل حدیث یروی ولا یکون راویه متهما بالکذب ویروی من غیر وجه نحو ذالك ولا یکون شاذا فهو عندنا حدیث حسن۔ اسکا پورا مؤید ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ تعریف حسن صحیح یا حسن غریب یا حسن صحیح غریب کی نہیں اسی واسطے اُس حسن کی جو مشہور عند الجمہور کی ہے تعریف نہیں کی۔

ف۔ اگرچہ جمہور اہل حدیث حسن اور صحیح کے راوی کی زیادت مطلقاً مقبول مانتے ہیں مگر محققین حتی الشافعیؒ اُس صورت میں یہ زیادت قبول کرتے ہیں جبکہ اسکا راوی اپنے سے اوثق راوی کی اس (روایت زیادت) میں مخالفت نہ کرے۔ کیونکہ صحیح میں عدم شذوذ ماخوذ ہے۔ اور معنے شذوذ میں راوی ثقہ کی اپنے سے اوثق راوی کی مخالفت معتبر ہے۔ پس مخالفت مذکورہ کا نہ پایا جانا حدیث صحیح میں یقیناً ماخوذ ہے۔

محفوظ و شاذ۔ پس اگر راوی صحیح یا حسن کی زیادت ایسے راوی کی روایت کے مخالف ہو جو بلحاظ ضبط و فقہ علو سند وغیرہ وجوہ اس سے اعلیٰ اور ارجح ہو۔ تو روایت راوی ارجح کو محفوظ اور روایت راجح بامرجوح نسبی کو شاذ کہتے ہیں۔

معروف و منکر اگر راوی ضعیف راوی قوی کی مخالفت کرے تو روایت قوی کو معروف اور روایت ضعیف کو منکر کہتے ہیں۔

متابَع و متابِع اگر فرد نسبی کا کوئی اور موافق بھی پایا گیا تو اول متابَع بفتح با اور ثانی متابِع بکسرۂ بار کہلائیگا۔

متابعۃ تامّہ و قاصرہ اگر متابعت خود راوی کے ساتھ ہے تو تامّہ ہے اگر شیخ راوی یا مَن فوقہٗ کے ساتھ ہے تو قاصرہ ہے

مثال متابعت تامّہ جیسے روایت شافعی رح عن مالکؒ عن عبد اللہ ابن دینار عن ابن عمر میں ہلال عید الفطر کے متعلق "فاتموا العدۃ ثلاثین" ہے۔ اور روایت عبد اللہ بن مسلمۃ القعنبی عن مالکؒ میں "فاقدروا لہ" کے ساتھ متابعت تامہ ہے۔

قاصرہ۔ جیسے روایت عاصم بن محمد عن ابیہ محمد بن زید عن جدہ عبد اللہ بن عمرؓ میں "فکملوا الثلاثین" ہے۔

ف۔ شاذ و منکر میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ کیونکہ مخالفت راوی آخر دونوں میں شرط ہے (اجتماع)۔ اور راوی شاذ ثقہ ہوتا ہے (افتراق شاذ)۔ نہ ضعیف اور راوی منکر ضعیف ہوتا ہے نہ ثقہ و قوی (افتراق منکر)۔

شاہد۔ جو متن ایک صحابی سے مروی ہے اگر وہی بعینہ دوسرے صحابی سے بھی مروی ہوا تو ثانی شاہد ہوگا۔

ف۔ بعض متابعت میں اتحاد الفاظ شرط گردانتے ہیں نہ خصوصیت صحابی مگر شاہد میں اتحاد معنے متن اُس صحابی سے لازم سمجھتے ہیں۔

ف کبھی شاہد بمعنے متابع اور بالعکس بھی آتا ہے۔

اعتبار۔ حدیث مظنون الفردیت کے متابعات و شواہد دریافت کرنیکی خاطر اسانید کی تلاش کرنے کو اعتبار کہتے ہیں۔

مقبول کی دوسری تقسیم۔ اگر حدیث مقبول معارضہ سے محفوظ ہوئی

تو محکم ورنہ اگر بلا تعسف تطبیق ممکن ہوئی تو مختلف الحدیث کہلائے گی۔
جیسے حدیث لا عدوٰی ولا طیرۃ فی الاسلام بظاہر حدیث فر من المجذوم فرارک من الاسد کے معارض ہے مگر بوجوہ ذیل ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے

(۱) یہ امراض (متعدیہ) بالذات متعدی یعنے دوسرے میں تاثیر نہیں کرتے بلکہ مشیت ایزدی اور ارادۂ الٰہیہ کے تابع ہوتے ہیں البتہ ان میں مبتلا شدہ اشخاص کا تندرستوں کے ساتھ اختلاط (میل جول) تندرستوں کے بیمار ہوجانیکا ایک سبب ہے لہذا پرہیز اولیٰ وانسب ہے۔

(۲) حدیث اول اپنی حقیقت پر محمول ہے اور دوسری سد ذرائع اور اتمام حجت پر تاکہ کمزور اعتقاد کے لوگ بلا تعدیہ (ابتدائً) پیدا شدہ امراض کو تعدیہ پر محمول نہ کریں۔

ناسخ ومنسوخ۔ اگر بلا تعسف تطبیق ممکن نہ ہوئی تو پھر اگر ایک حدیث کا تقدم اور دوسری کا تأخر معلوم ہوگیا تو مقدم کو منسوخ اور مؤخر کو ناسخ کہینگے

معنے نسخ۔ کسی حکم شرعی کے اُس تعلق کو جو اپنی دلیل شرعی کے ساتھ تھا کسی دوسری شرعی دلیل کے باعث اُٹھا دینے کا نام نسخ ہے اور اُس دلیل رافع حکم سابق کا نام ناسخ اور حکم سابق کا نام منسوخ ہے۔

ف۔ اجماع امت قرینۂ وجود نسخ ہوتا ہے خود ناسخ نہیں ہوسکتا۔

وجوہ معرفت نسخ۔ (۱) نص صریح جیسے کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ۔ ترجمہ۔ میں پہلے تمکو قبروں پر جانے سے منع کیا کرتا تھا (مگر) اب بیشک اُنکی زیارت کو جایا کرو کیونکہ وہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔

(۲) کسی صحابی کو ثبوت نسخ کا جزم ہونا جیسے حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اخیر میں کوئی آگ کی چھوئی ہوئی چیز کھا کر وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔

متوقف فیہ۔ اگر دو متعارض حدیثوں میں سے کسی کا تقدم و تأخر بھی نہ معلوم ہوا تو پھر کوئی وجہ اور ترجیح تلاش کرینگے۔ اگر کوئی وجہ ترجیح نہ نکلے تو ان میں توقف لازم ہوگا اور وہ حدیث متوقف فیہ ہوگی۔

ف۔ توقف کا قول تساقط سے اولیٰ ہے۔ کیونکہ کسی ایک کو وجہ ترجیح نہ معلوم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے کو بھی نہ معلوم ہو۔ حتی یقال بالتساقط۔

(۳) وجہ نسخ۔ دو متعارض حدیثوں میں سے ایک کا مقدم دوسری کا متأخر ہونا۔ جیسے افطر الحاجم والمحجوم (سینگیاں لگانے اور لگوانے والے کا روزہ جاتا رہا) والی حدیث ۸ھ کی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود حالت روزہ میں سینگیاں لگوانیکا واقعہ ۱۰ھ کا ہے۔

اقسام مردود۔ موجب رد یا سقوط راوی ہوگا۔ یا طعن راوی۔ پھر سقوط یا تو مبادی سند میں تصرف مصنف سے ہوگا یا آخر سند میں (بعد تابعی)، یا انکے سوا کوئی اور وجہ ہوگی۔

۱۔ معلق۔ پس اگر سقوط مبادی سند میں ہوا اور حدیث ساقط شدہ راوی (ایک ہو یا زائد) سقوط متصل ہو یا منفصل اوپر کے راوی کی طرف منسوب ہو تو وہ معلق ہے۔

ف۔ تعلیق کی کئی صورتیں ہیں (۱) حذف تمام سند (۲) حذف سند بجز صحابی (۳) صحابی و تابعی کے سوا سب حذف (۴) حذف شیخ خود و اسناد حدیث بالائے شیخ۔

۲۔ مرسل۔ اگر سقوط بعد تابعی ہو تو مرسل ہے۔ جب تابعی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا۔ یا ایسا کیا۔

۳۔ معضل۔ اگر دو یا دو سے زائد راوی پے در پے حذف ہوئے تو معضل ہے۔
ف۔ معضل و مرسل میں عموم خصوص من وجہ ہے۔ اس لحاظ سے کہ دو یا دو سے زائد راویوں کا پے در پے ساقط ہونا معضل میں شرط ہے اور معلق کے تحقق کے لئے ایک کا سقوط بھی کافی ہے۔ معلق و معضل دونوں کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ اور اس اعتبار سے کہ تصرف مصنف در مبادی سند معلق میں ملحوظ ہے معلق الگ پایا جاویگا۔ اور اسقاط مصنف دو یا دو سے زائد پے در پے کی صورت میں معضل صادق آئیگا معلق صادق نہ آئیگا۔
۴۔ منقطع۔ اگر صرف ایک راوی یا دو یا دو سے زائد متفرق مواضع سے ساقط ہوئے تو حدیث منقطع ہو گی۔
اقسام ساقط۔ (۱) واضح۔ اگر سقوط راوی بآسانی معلوم ہو سکا (عدم معاصرۃ وغیرہ عامہ قرائن سے)۔
(۲) خفی مدلس۔ اگر بسہولت سقوط راوی نہ معلوم ہوا تو وہ خفی مدلس ہے۔ (یہ ماہر فن کے سوا دوسروں کو بمشکل معلوم ہو سکتا ہے)۔
ف۔ دلس بمعنے شدت ظلمت سے مشتق ہے۔ وجہ مناسبت (خفاء) دونوں میں ظاہر ہے۔
ف۔ عام طور پر مدلس کے الفاظ اسکے اور جسکی طرف روایت حدیث کو منسوب کر رہا ہے ثبوت ملاقات کے محتمل ہوتے ہیں (جیسے عن فلان وقال فلان وغیرہ) پس اگر ایسے الفاظ سے روایت کرے جو اسکے ساتھ ثبوت ملاقات پر صراحۃً دلالت کریں (جیسے سمعت وغیرہ) تو اس صورت میں تدلیس نہ ہو گی۔ بلکہ کذب ہو گا۔
ف۔ حدیث مدلس اور مرسل خفی (بشرطیکہ راوی انکے ثقہ ہوں) بنابر مذہب اصح صرف اسی صورت میں قبول کیجاویگی جبکہ من عیبۃ التدلیس او الارسال الخفی

کی تصریح کر دیں۔

ف۔ اگر راوی ثقہ اپنی حذف کردہ روایت کی عدالت و ثقاہت بیان کرے تو یہ "تعدیل بعد از ابہام" کا مسئلہ ہے۔ جمہور کے نزدیک ساقط شدہ راوی کی تعیین کئے بغیر یہ حدیث قابل قبول نہیں ہے۔ اور ابن صلاح کے نزدیک اگر یہ روایت کسی ایسی کتاب میں ہوئی جو عند القوم علم الصحۃ ہے (جیسے بخاری و مسلم وغیرہ) اور نقل راوی بصیغہ جزم بھی ہوئی تو وہ حکم مسند میں ہے ورنہ وہ مختلف فیہ ہے۔

مرسل خفی۔ وہ ہے جو معاصر غیر ملاقی سے مروی ہو۔

ف

فرق درمیان مدلس و مرسل خفی مدلس میں صرف راوی کا مروی عنہ کا ہمعصر ہونا کافی نہیں بلکہ ملاقات بھی شرط ہے۔ مرسل خفی میں صرف معاصرۃ کافی ہے۔ چنانچہ روایات مرفوعہ مخضرمین (ابی عثمان ہندی و قیس بن ابی حازم) کو تمام محدثین کا مرسل خفی قرار دینا اور مدلس نہ کہنا اس امر کا بین ثبوت ہے۔ کیونکہ انکی معاصرۃ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاجماع ثابت ہے۔ مگر ملاقات حیز خفا میں ہے۔

ف

راوی کا مروی عنہ سے ملاقی نہ ہونا مندرجہ ذیل وجوہ سے معلوم ہو سکتا ہے { (۱) اُسکے اپنے اقرار سے (۲) کسی ماہر ثقہ کے جزم و بیان سے۔

ف۔ لیکن کسی اسناد میں ایک یا زائد راوی کا اسی حدیث کے دوسرے اسناد کی نسبت زیادہ ہونا اس امر کا کافی ثبوت نہیں کہ اس قلیل الوسائط راوی کی اپنے شیخ سے ملاقات نہیں ہوئی تاکہ یقیناً حدیث مدلس ہو جائے۔

رد حدیث کا دوسرا سبب طعن راوی رد حدیث کا دوسرا سبب راوی کا مطعون ہونا ہے طعن دس ہیں۔ کذب۔ اتہام بکذب۔ فسق

جہالت۔ بدعت (یہ پانچوں عدالت راوی پر اثر انداز ہیں)۔

بعض ضروری تشریحات } فحش غلطی۔ غفلت۔ وہم۔ مخالفت ثقات۔ سوء الحفظ (یہ پانچوں ضبط راوی میں خلل انداز ہیں۔

کذب اور اتہام بکذب میں فرق } کذب میں راوی کا کذب فی الحدیث ثابت ہوتا ہے۔ اتہام میں اسکا کوئی یقینی ثبوت نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ غیر حدیث میں اسکا کذب یقیناً ثابت ہوتا ہے اسلئے حدیث میں بھی وہ متہم ہو سکتا ہے اور اسپر روایت حدیث میں اعتماد نہیں رہتا۔

بعض الفاظ کی توضیح } **فسق**۔ اس سے وہ قولی یا فعلی فسق مراد ہے جو مرتبۂ کفر کو نہ پہونچے۔ رہا فسق اعتقادی (کالاعتزال والرفض) سو وہ بدعت میں داخل ہے۔

بدعت۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی امر کی نسبت ایسا اعتقاد رکھ لینا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ سے بہ ثابت شدہ اعتقاد کے برخلاف ہو لیکن اسکی بنا کسی شبہ پر نہ کہ عناد و عداوت پر۔

سوء الحفظ۔ یہ ہے کہ راوی کے اغلاط اُسکے صوابات سے کم نہ ہوں۔ (برابر ہوں یا زائد)۔

حدیث موضوع۔ وہ ہے کہ جسکے راوی کا کذب فی الحدیث ثابت ہو چکا ہو۔

حکم موضوعیت حدیث } کسی حدیث پر موضوعیت کا حکم اکثر بطور ظن غالب ہی ہوتا ہے۔ نہ بطریق یقین کیونکہ بڑے سے بڑا دروغگو بھی بعض اوقات سچ بول دیتا ہے۔

قرائن موضوعیت } (۱) اقرار واضع بموضوعیت حدیث (۲) حالت راوی (جیسا کہ حضرت حسن بصریؒ کے حضرت ابی ہریرہؓ سے دعوئ سماع

حدیث کے ثبوت میں مامون بن احمد نے فوراً ایک مرفوع حدیث گھڑ لی۔ یا جیسا کہ غیاث بن ابراہیم نے خلیفہ مہدی کی خوشنودی کے لئے حدیث لَا سَبَقَ اِلَّا فِیْ نصلٍ او خُفٍّ او حافرٍ میں او جناحٍ بڑھا دیا۔ مگر خلیفہ سمجھ گیا اور اُسی وقت کبوتر کو ذبح کرا دیا۔

مخالفت روایت۔ یعنے اسکا قرآن کریم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی یا عقل صریح کے برخلاف ہونا۔ اُسکی موضوعیت کا ایک زبردست قرینہ ہے۔

اقسامِ وضع } (۱) اختراع راوی (۲) دوسرے کے کلام کو اس میں شامل کرلینا (۳) ایک حدیث کو جو دراصل ضعیف الاسناد ہے

اسباب حاملہ بر وضع } (۱) بددینی (۲) کمال جہالت (۳) شدت تعصب (۴) خوشامد امرار (۵) قصد غرابت۔

ف۔ باجماع محققین جمیع اقسام وضع حرام ہیں۔ بلکہ حدیث میں عمداً جھوٹ بولنا بعض کے نزدیک کفر ہے۔ حدیث موضوع کی روایت بلا بیان موضوعیت درست نہیں ہے۔ صرف بعض جُہلاء صوفیہ اور بدعتی فرقہ کرامیہ ترغیب و ترہیب کے لئے جواز کے قائل ہیں۔ لیکن یہ قول باطل محض ہے۔

حدیث متروک۔ وہ ہے جسے متہم بالکذب روایت کرے۔

حدیث منکر۔ (۱) فاحش الغلط (۲) کثیر الغفلہ (۳) ظاہر الفسق۔ راوی کی روایت منکر کہلاتی ہے۔

حدیث معلل } اگر تتبع و تلاش سے اس قسم کے قرائن ملجائیں جن سے ثابت ہو کہ راوی نے مرسل یا منقطع کا وصل یا ایک حدیث کا دوسری میں اندراج کر دیا ہے۔ یا راوی نے ضعیف کو قوی سے بدل دیا ہے۔ تو حدیث معلل ہو جاوے گی۔ اسکی شناخت کے لئے بہت بڑی مہارت اور فراست

کی ضرورت ہے۔

مخالفت ثقات } اگر متن یا اسناد حدیث میں تغیر و تبدل کے باعث راوی نے ثقات کی مخالفت کی تو یہ حدیث

حدیث مدرج ۔ مدرج کہلائے گی:

تقسیم مدرج } پھر اسکی دو قسمیں ہیں۔ مدرج المتن (اگر تغیر متن میں ہو) مدرج الاسناد (اگر تغیر اسناد میں ہوا)۔

اقسام تدریج۔ (۱) جس حدیث کو جماعت نے مختلف اسانید سے روایت کیا ہے راوی کا اسکو اُن میں سے ایک اسناد پر بلا بیان اختلاف جمع کر دینا۔

(۲) ایک متن کو جسکا کچھ حصہ ایک اسناد سے اور کچھ دوسرے اسناد سے مروی ہے ایک ہی اسناد سے روایت کر دینا۔

(۳) وہ دو متن جو عند الشیخ دو اسنادوں سے مروی ہیں تلمیذ کا ایک ہی اسناد سے روایت کرنا۔ یا احد المتنین کو اسکے اسناد خاص سے روایت کر کے دوسرے متن کا کچھ حصہ اس میں شامل کر دینا۔

(۴) مروی عنہ کے اس کلام کو جو اتفاقیہ اس سے اثناء بیان میں صادر ہوا غلطی سے متن حدیث سمجھکر روایت کر دینا۔

قرائن اندراج } مندرجہ ذیل قرائن سے اندراج معلوم ہوسکتا ہے۔ (۱) ورود روایت منفصلہ قدر مدرج۔ (۲) تصریح اقرار راوی یا بعض ائمہ حدیث کی تصریح سے (۳) اس قسم کے قول یا فعل کا صدور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مستحیل ہونا۔

مقلوب الاسناد } اگر اسماء رواۃ میں تقدیم و تاخیر کر دینے کے باعث راوی نے ثقات کی مخالفت کی۔ جیسے مرۃ بن کعب بجائے کعب بن مرۃ

یا علی العکس مثلاً۔ تو حدیث مقلوب الاسناد کہلائیگی۔

مقلوب المتن } اگر اسی قسم کی تقدیم وتاخیر متن میں کردی تو حدیث مقلوب المتن ہو جائے گی۔ جیسے لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ کی جگہ لا تعلم یمینہ ما تنفق شمالہ بعض راویوں نے روایت کرکے ثقات کی مخالفت کی ہے۔

مزید فی متصل الاسناد } اگر اسناد میں کسی راوی کے زیادہ ہو جانے کے سبب مخالفت ثقات ہوئی تو یہ "مزید فی متصل الاسناد" کہلاتی ہے۔

ف۔ یہ زیادہ اس صورت میں مخالفت پر محمول ہوگی۔ جبکہ موضع زیادت میں سماع کی تصریح ہو۔ ورنہ اگر معنعن ہوئی تو زیادہ کو ترجیح ہوگی۔ لاحتمال جواز السماع۔

مضطرب۔ اگر ایک راوی کو دوسرے سے تبدیل کردینے کے باعث مخالفت واقع ہوگئی اور کوئی مرجح نہ ملا تو حدیث مضطرب ہے۔

ف۔ اضطراب اکثر تو اسناد ہی میں ہوتا ہے۔ مگر بطریق شذوذ کبھی متن میں بھی واقع ہوجاتا ہے۔ کبھی متن یا اسناد کو بغرض امتحان وغیرہ کسی مصلحت خاص سے بھی قصداً بدل ڈالتے ہیں جیساکہ امام بخاری صاحبؒ کے امتحان تبحر فی الحدیث کو بغداد شریف میں محدثین نے کیا۔ اگر یہ ابدال کسی اس قسم کی جائز مصلحت کے لئے نہ ہوا تو پھر وہ حدیث مقلوب یا معلل یا موضوع ہوگی۔

المصحّف } **ف**۔ اگر مخالفت ثقات بوجہ تغییر حرف یا حروف بلحاظ نقاط ہوئی اور صورت خط نہ بدلی جیسے حسم وجسم تو وہ حدیث مصحف ہوگی۔

المحرّف۔ اگر شکل خط بھی بدل گئی جیسے حفص وجعفر تو محرّف ہے۔

ف۔ بجز عالم ماہر حاوی بمدلولات حدیث و مایتعلق بہ کے کسی کے لئے جائز نہیں کہ صورت متن کو بدل دے یا اسکا اختصار کرے یا ایک مرادف کو دوسرے سے بدل دے

جہالت راوی } اس کے دو سبب ہوتے ہیں۔ (۱) کثرت نعوت راوی (مثل اسم۔ کنیت۔ لقب۔ صفت۔ نسبت وغیرہ) اس قسم کے اشتباہ کا رفع مطالعہ کتب وحداق سے ہو سکتا ہے۔

(۲) قلت روایت راوی۔ یا راوی کا بغرض اختصار و مروی عنہ کا نام نہ لینا۔ (اور اخبرنی شیخ وغیرہ کہدینا) اس قسم کے شبہ کا ازالہ کتب موضحات کا مطالعہ کر سکتا ہے۔

ف۔ اس طرح کی روایات مبہمات کہلاتی ہیں۔

جمہور } روایت بالمعنے میں اختلاف ہے۔ جمہور محدثین کے نزدیک چونکہ شریعت عربیہ کی تشریح و بیان عجمیوں کو سمجھانے کے لئے بالاجماع عجمی زبان میں جائز ہے لہذا نقل حدیث بالمعنے بھی جائز ہے۔ مگر صرف عالم ماہر ایسا کر سکتا ہے۔

بعض لوگ صرف مفردات الفاظ کی نقل بالمعنے جائز کہتے ہیں مرکبات میں جائز نہیں رکھتے۔

بعض۔ صرف اس شخص کے لئے جائز جانتے ہیں جسے اصل الفاظِ حدیث اچھی طرح یاد ہوں۔

بعض اسکے لئے بھی جائز جانتے ہیں جسے صرف اصل معنے ہی یاد ہوں اصل الفاظ کو بھول گیا ہو۔

قاضی عیاض } روایت بالمعنے کسیکے لئے بھی کسی صورت میں جائز نہیں جانتے لیسند باب اجتراء الجہلاء علی الروایۃ بالمعنے

مگر۔ اگرچہ نقل حدیث بالمعنے فقط میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اسبات پر سب کا اتفاق کلی ہے کہ نقل حدیث باصل الفاظ بہرحال اولیٰ وانسب ہے۔

ف۔ قبولیت اخبار مبہمہ میں بھی اختلاف ہے لیکن اصح اور قول معتمد علیہ یہی ہے کہ غیر مقبول ہے اگرچہ بلفظ تعدیل ہی ہوں۔ کاخبرنی الثقۃ وغیرہ۔

تقسیم وصداق } وہ اشخاص جن سے صرف ایک ایک شاگرد روایت کرتا ہے۔ اگر انکا نام راوی نے ثقۃ ظاہر کردیا تو وہ مجہول العین کہلائینگے۔

(۱) مجہول العین۔ ف۔ یہ مجرد اصطلاح ہے توثیق۔ اسکا حکم مبہم کا ہے اس راوی منفرد کے علاوہ اگر کسی نے اسکی توثیق کردی یا خود اس منفرد نے بشرط اہلیت توثیق کردی تو حدیث مقبول ہے والّا۔ لا۔

(۲) مجہول الحال ومستور الحال } اگر اُس کے موسوم ہوجانے کے بعد اُس سے دو یا زائد راوی روایت کریں مگر اُنکی کسی نے ابھی تک توثیق نہ کی ہو تو وہ مجہول الحال اور مستور الحال ہے۔

بدعت۔ اگر مبتدع کی بدعت کا موجب کسی ایسے امر کا اعتقاد ہے جو موجب کفر ہے تو اسکی روایت جمہور کے نزدیک مردود ہے۔ اور بعض اُسے مقبول کہتے ہیں۔

تحقیق } مگر تحقیق یہ ہے کہ اگر مبتدع کسی ایسے امر کا انکار نہ کرے جسکا دین و شریعت محمدیہ (علے صاحبہا افضل الصلوات واکمل التحیہ) کے لئے ہونا بالتواتر وبالضرورۃ ثابت ہو اور وہ راوی علاوہ ضابط ہونیکے صاحب ورع اور پرہیز گار بھی ہو تو اُسکی روایت قابل قبولیت ہے۔ کیونکہ اگر صرف ظنی امور میں اختلاف یا اسکے انکار کے باعث مخالف فریق کی روایات رد کردی جائیں تو اس صورت میں تمام فرق اسلام کی روایات کا رد اور انکی تکفیر لازم آئیگی والّا امر الشنیع

مہمل والّا

عطف

اگر۔ اگر اسکی بدعت کا باعث کوئی موجب فسق امر ہے تو بعض علماء اسکی روایت کو اس خیال سے مطلقاً رد کر دیتے ہیں کہ اسکی بدعت کا رواج نہ ہونے پائے۔

بعض۔ اور بعض بشرطیکہ وہ مبتدع اباحت کذب در روایات کا معتقد نہ ہو۔ اسکی روایت کو قبول۔ اور بعض بشرطیکہ

معتمد علیہ اسکی روایت کا قبول کر لینا اسکی مذہبی تقویت کا موجب نہ ہو قبول کرتے ہیں اور یہی قول معتمد علیہ ہے۔

سوء الحفظ } دو قسم ہے۔ اگر جمیع حالات میں لازم یعنی اصلی ہو تو وہ راوی اور اسکی روایت شاذ کہلاتی ہے۔ اگر اسے لازم نہیں بلکہ اسے بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے عارض ہو گیا ہے تو وہ مختلط العقل ہے۔

ف

حکم روایت مختلط العقل } اختلاط سے پہلے کی حدیثیں مقبول ہیں۔ اس کے بعد کی روایتیں اور نیز وہ روایات جنکی نسبت یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں یا پیچھے کی۔ انکے رد و قبول میں توقف کیا جائیگا۔ بعد تحقیق جانبین (رد و قبول) میں سے جو بات راجح ہوئی اسپر عملدرآمد کیا جائیگا۔

ف۔ اگر سیئ الحفظ یا مختلط العقل غیر متمیز یا مستور الحال یا مدلس کی روایات کے (بشرطیکہ انکے حذف کردہ راوی معلوم نہ ہوں) متابعات پائے جائیں تو وہ حسان لغیرہا ہو جاتی ہیں۔

حدیث کے دوسرے اقسام } اگر حدیث کا سلسلۂ اسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو مرفوع۔ اور اگر کسی صحابی پر جا کر ختم ہو گیا تو موقوف۔ اور اگر تابعی یا من دونہ پر بند ہو گیا تو منقطع کہلائے گی۔ اس اعتبار سے تین اقسام مرفوع۔ موقوف اور مقطوع ہوئے۔

ف۔ موقوف ومقطوع کو اثر اور مسند بھی کہتے ہیں۔

اقسام مرفوع } حدیث مرفوع تین قسم ہے۔ قولی[1]۔ فعلی[2]۔ تقریری[3]۔ پھر ہر ایک ان میں سے دو دو قسم ہے۔

صریحی[1]۔ حکمی[2] } صریحی۔ حکمی۔ پس مرفوع چھ قسم ہوئی۔ قولی[1] صریحی۔ قولی[2] حکمی۔ فعلی[3] صریحی۔ فعلی[4] حکمی۔ تقریری[5] صریحی۔ تقریری[6] حکمی۔

ف — امثلہ

قولی[1] صریحی۔ جیسے صحابی فرمائیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح فرماتے سنا وغیرہ۔

قولی[2] حکمی۔ اُس صحابی کا قول جو بنی اسرائیل سے راوی ہیں اور نہ ایسا قول کرتا ہے جسمیں اجتہاد مجتہد۔ بیانِ لغت شرح غریب کو دخل ہے۔ جیسے قیامت کے حالات۔ یا کسی فعل کا مخصوص ثواب وعقاب۔

صریحی[3] فعلی کقول الصحابی رض او التابعی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل او کان یفعل کذا۔

حکمی[4] فعلی صحابی کا وہ فعل جسمیں اجتہاد وغیرہ امور مذکورہ بالا کو دخل نہیں۔

تقریری[5] صریحی۔ جیسا کہ صحابی یا تابعی کا یہ کہنا فعلتُ او فُعِلَ بحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کذا۔ فلم ینکر علیہ

تقریری[6] حکمی کقول الصحابی کانوا یفعلون فی زمانہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا۔

نوٹ۔ صحابی کا یہ قول من السنۃ کذا بھی عند الجمہور مرفوع سمجھا جاتا ہے۔

موقوف مثل مرفوع ہے } اقسام مذکورہ میں موقوف مثل مرفوع کے ہے۔ البتہ تھوڑا سا فرق ہے۔ مثلاً اخبار تابعی از واقعات ماضیہ یا حالات آئندہ بشرط عدم حکایت از بنی اسرائیل وغیرہ شرائط مذکورہ مرفوع ہوگی۔ اسطرح تابعی کا کسی فعل خاص پر ثواب یا عقاب مخصوص بیان کرنا مرفوع حکمی میں داخل ہوگا نہ موقوف میں۔

تعریف صحابی } وہ شخص جو حضور علیہ السلام کی زیارت سے عالم بیداری اور اور حالت ایمان میں مشرف ہوا ہو اور ایمان ہی پر مرا ہو۔

ف ۔ اگر درمیان میں ردّت طاری ہو گئی ۔ اور پھر اسلام پر مرا جب بھی صحابی سمجھا جائیگا۔

ف ۔ اگرچہ نفس حصول زیارت کے لحاظ سے سب صحابہ یکساں ہیں مگر دوسرے فضائل وحالات کے لحاظ سے اُنکے مراتب میں تفاوت ہو سکتا ہے۔

ف ۔ صحابی کا صحابی ہونا یا تو تواتر سے یا استفاضہ وشہرت سے یا اُسکے اپنے بیان سے (بشرطیکہ اُسکی صداقت پر قرائن شاہد ہوں) یا کسی دوسرے صحابی کے بتلانے یا بعض تابعین کے بیان سے (بشرط عدم دلیل مانع) معلوم ہو سکتا ہے۔

تعریف تابعی } تابعی وہ ہے جو کسی صحابی کی ملاقات سے انہیں شرائط کے ساتھ مشرف ہوا ہو جو تعریف صحابی میں گذریں ۔

ف ۔ اگر اُن مخضرمین کی صحابیت اور تابعیت میں اختلاف ہے جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کے دونوں زمانے پائے ۔ مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے) لیکن اصح یہ ہے کہ وہ کبار تابعین میں شمار ہوتے ہیں نہ کہ صحابہ میں ۔

ف ۔ ہاں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ شب معراج میں حضورؐ عالی کو تمام اہل زمین کا مشاہدہ کرایا گیا تو اُس صورت میں تمام وہ لوگ جو اُسوقت حضور فیض گنجور پر ایمان رکھتے تھے وہ صحابہ میں شمار ہو سکیں گے ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب رویت پائی گئی ۔ اگرچہ اُن لوگوں کیطرف سے اُسوقت رویت مذکورہ سابقہ کا تحقق نہیں ہوا ۔

مسند حدیث ۔ مرفوع صحابی بسند ظاہرہ الاتصال کا نام مسند ہے ۔

ف
اعتراض پر تعریف خطیب } چونکہ خطیب کے نزدیک تعریف مسند میں صرف اتصال معتبر ہے اسلئے حدیث موقوف متصل السند کا مسند ہونا لازم آئیگا۔ والحال انہ لا یسمّی مسنداً عند القوم۔

ف
اعتراض پر تعریف ابن عبد البر } ابن عبد البر نے مسند میں صرف رفع کو معتبر مانا ہے پس مرسل۔ معضل۔ منقطع ہو جبکہ اُنکا متن مرفوع ہو تعریف مسند صادق آئیگی۔ فلا یکون التعریف مانعاً۔

تقسیم مسند قلیل العدد } وہ مسند جس کے راویوں کی تعداد بہ نسبت اسی حدیث کے دوسرے اسناد کے کم ہے۔

۱۔ **علو مطلق**۔ اگر اسی قلت تعداد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچگئی۔ تو وہ (سند) علو مطلق ہے۔

۲۔ علو نسبی۔ اور اگر کسی امام حدیث (کمالک مثلاً) پر ختم ہوگئی تو علو نسبی ہے۔

ف۔ چونکہ قلت وسائط میں احتمال خطا بہت کم اور کثرت وسائط میں زیادہ ہوتا ہے اسلئے متاخرین نے تحصیل علو الاسناد میں بڑا توغل کیا ہے۔

اقسام علو النسبی۔ کسی اولوالعزم امام حدیث کے شیخ تک کسی دوسرے اسناد کے ذریعہ راوی پہونچ جانیکو

۱۔ **موافقت** کہتے ہیں۔

۲۔ اسطرح اُسکے شیخ الشیخ تک پہونچ جانیکا نام بدل ہے۔

۳۔ **مساواۃ**۔ جتنے وسائط اصل مروی عنہ اور کسی ایک مشہور و معتمد علیہ مصنف کتاب حدیث کے درمیان ہوں۔ اُتنے ہی اس راوی اور اصل مذکور کے درمیان بھی ہوں۔

مصافحہ } یہ سند شاگرد احد المصنفین صحاح ستہ کے ساتھ تعداد رجال میں برابر ہو۔ فکان التلمیذین قد تلاقیا و تصافحا۔

ف ۔ اسناد کے یہ اقسام باعتبار فوقیت کے تھے۔ پس ہر ایک قسم کے مقابلہ میں بجسب نزول بھی ایک ایک قسم ہوگا۔

روایۃ الاقران } اگر راوی اور من روی عنہ کی متعلقات روایت میں سے کسی ایک امر (مثلاً اخذ عن المشائخ) میں شرکت ہو تو اسے روایۃ الاقران کہیں گے۔

تدبیج ۔ روایۃ کل واحد من القرینین عن الآخر کو تدبیج کہتے ہیں۔

ف ۔ ہر تدبیج اقران ہے ولا عکس کلیاً۔

روایۃ اکابر از اصاغر } اگر اعلیٰ پایہ یا بڑی عمر کا آدمی اپنے سے کم رتبہ یا کم سن شخص سے روایت کرے تو یہ روایت اکابر از اصاغر ہے۔

ف ۔ روایت استاذ از شاگرد۔ اور روایت والد از ولد اور روایت صحابہ از تابعین روایت اکابر از اصاغر ہے نہ تدبیج۔

روایت اصاغر از اکابر } صورت بالا کا عکس روایت اصاغر از اکابر ہے۔

سابق و لاحق } اگر دو کس ایک ہی شخص سے روایت کریں اور پھر ان میں سے ایک پہلے مر جائے تو ان میں سے پہلے مرنے والے کو سابق اور دوسرے کو لاحق کہیں گے۔

ف ۔ تحقیق سے سابق و لاحق کے درمیان ایک سو پچاس برس کا فاصلہ ثابت ہوا ہے۔

ف ۔ دو ہم نام یا ہم نسبت اشخاص سے روایت ہونا اور ان دونوں میں کسی قسم کی تمیز خصوصی کا نہ پایا جانا مضر ہے۔ ہاں اگر دونوں ثقہ ہوں تو پھر مضر نہیں۔ جبکہ بخاری میں ابن وہب سے احمد کی روایت موجود ہے۔ لیکن چونکہ احمد بن صالح

اور احمد بن عیسیٰ جو ابن وہب کے راوی ہیں دونوں عدل و ثقہ ہیں اس لئے یہ ابہام کوئی مضر نہیں۔

حکم انکار روایت } اگر شیخ روایت تلمیذ کا انکار کرے یا کہے کہ مجھ پر افترا باندھا گیا ہے۔ یا وغیرہ وغیرہ۔ تو روایت شاگرد میں توقف ہوگا۔ لعدم الترجیح۔

لیکن اگر شیخ نے کوئی ایسا لفظ کہا جو اسکی بھول اور عدم یادداشت پر دال ہے تو اس صورت میں بعض کے نزدیک مقبول اور بعض کے نزدیک مردود ہے۔ کیونکہ فرع تابع اصل ہے۔ پس جب روایت اصل میں بسبب نسیان تردد ہے تو روایت فرع کیونکر قابل ترجیح ہوئی۔

مگر قول اول اصح ہے۔ لکون الفرع ثقۃ۔

ایک اعتراض اور اسکا جواب } بعض لوگ روایت فرع عن الاصل کو شہادۃ فرع علی شہادۃ الاصل پر قیاس کرکے روایت فرع کو رد کر دیتے ہیں۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ شہادت فرع بدون ضرورت شدیدہ مسموع نہیں مگر روایت اصل و فرع ہر دو بلا ضرورت بھی قابل سماعت اور قبولیت ہیں لہٰذا قیاس مع الفارق۔

حدیث مسلسل } اگر کسی حدیث کے تمام راوی اداءِ روایت کے صیغوں میں جیسے سمعت فلانا یقول سمعت فلانا یقول سمعت فلانا الخ۔ یا دیگر حالات قولیہ میں جیسے سمعت فلانا یقول اشہد باللہ سمعت فلانا یقول اشہد باللہ الخ۔ یا حالات فعلیہ میں جیسے حدثنی فلان قال دخلنا علی فلان فاطعمنا تمرا الخ۔ یا فعلیہ اور قولیہ دونوں میں متفق ہوئے تو وہ حدیث مسلسل کہلائے گی۔

مراتب صیغہ ادائے حدیث } ادائے حدیث کے صیغے علی الترتیب آٹھ ہیں۔
(۱) سمعت وحدثنی (۲) اخبرنی وقرأت علیہ
(۳) قرئ علیہ وانا اسمع (۴) انبأنی (۵) ناولنی (۶) شافہنی بالاجازۃ (۷) کتب الیّ بالاجازۃ (۸) عن ونحوہ کذکر وقال۔

۱ پس پہلے دونوں الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ شاگرد نے الفاظ استاذ کو تنہا سنا۔

۲ اخبرنی وقرأت علیہ دونوں یکساں ہیں۔ اور بصیغہ جمع (اخبرنا وقرأنا) قرئ وانا اسمع کی طرح ہیں۔

ف۔ قراۃ میر شیخ بھی جمہور کے نزدیک ایک وجہ تحمل حدیث ہے بلکہ بعض مالکیہ اس کو سمعت سے بھی راجح جانتے ہیں۔ مگر بخاری کے نزدیک دونوں برابر ہیں۔

ف۔ حدثنا وسمعنا کا نون اکثر تو اشتراک یعنی جمع متکلم کے لئے آتا ہے مگر کبھی تعظیم پر بھی دلالت کرتا ہے۔

ف۔ حدثنی کی نسبت سمعت سماع الفاظ شیخ پر زیادہ بالصراحت دلالت کرتا ہے۔ انبأ بحسب اللغۃ اور عند قدماء المحدثین بمعنے اخبار ہے (خبر دینا) مگر متاخرین کے نزدیک عن کیطرح اجازت کے لئے ہے۔

ف۔ معاصر غیر مدلس کا عنعنہ (کعن فلان عن فلان الخ) بھی سماع الفاظ حدیث پر محمول ہوتا ہے۔ مگر امام بخاری کے نزدیک دونوں میں ثبوت ملاقات بھی شرط ہے اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو۔ اور یہی قول مختار ہے۔ اگرچہ امام مسلم یہ شرط نہیں مانتے۔

مشافہۃ۔ اجازت مکتوبہ ملفوظہ پر دلالت کرتا ہے۔

کتابت۔ کتب الیّ۔ اجازت پر دال ہے۔ متاخرین کے نزدیک کتابت شرط اجازۃ نہیں

قدمار کے نزدیک صرف کتابت کافی سمجھی جاتی تھی صریح اذن شرط نہ تھا۔
مناولہ۔ اعطار کتاب کا مقرون بالاذن ہونا شرط ضروری ہے۔
ف۔ پس بعد وجود اذن صریح یہ نوع اجازت تمام انواع اجازت سے ارفع واعلیٰ ہوگا۔ لیکن اگر شرط مذکور نہ پائی گئی اور صرف کتاب دی گئی تو عند الجمہور قابل پذیرائی نہیں۔ اور بعض کے نزدیک ارسال خط از شہر بسوے شہر دیگر بے قائم مقام ہے جو اکثر کے نزدیک جائز اور قابل اعتبار ہے۔
ف۔ چند اور الفاظ ادار حدیث بھی ہیں۔ جن میں اذن صریح شرط ہے۔ مثلاً
۱۔ **وِجادہ** (یافتن وشناختن خط کاتب) اور وصیۃ بالکتاب (موت یا سفر کرتے وقت کسی شخص معین کے حق میں وصیت کرجانا کہ فلاں کتاب حدیث اُسے دے دیجائے) اور اعلام (کہ فلاں کتاب حدیث کی میں فلاں شخص سے روایت کیا کرتا ہوں) ان تینوں میں بھی اذن صریح شرط ہے۔
ف۔ پس اعلام بلا اجازت۔ اور اجازت عامہ اور اجازت للمجہول اور اجازت للمعدوم اُس اجازت للموجود کی طرح ناقابل قبول ہے جو دوسرے کے ارادہ اور اجازت پر موقوف ہو۔

المتفق والمفترق } اگر رُوات حدیث خود یا اُنکے آبار ہمنام ہوں تو اس نوع کو المتفق (اے در اسماء) والمفترق (اے در شخصات) کہتے ہیں۔
المؤتلف۔ اگر انکے اسمار میں تجانس خطی اور تلفظ میں اختلاف ہو تو اسے **والمختلف**۔ المؤتلف والمختلف بولتے ہیں۔
ف۔ ان دونوں قسموں کی شناخت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دو مختلف راویوں کو ایک نہ سمجھ لیا جائے۔ بخلاف اُس صورت کے جبکہ ایک راوی کے کئی ایک نعوت اور القاب ہوں۔ کیونکہ اس میں ایک کے دو ہونے کا جو اشتباہ گذرتا ہے اسکا

دور کرنا مطلوب ہوتا ہے۔

ف۔ چونکہ یہ امور محض سماع سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیاس کو ان میں کوئی دخل نہیں اسلئے ان کی معرفت اور حفظ از حد ضروری ہیں۔

متشابہ۔ اگر اسمار رواۃ خطاً و نطقاً متفق ہوں مگر ان کے آبار کے اسمار صرف نطقاً مختلف ہوں (جیسے محمد بن عقیل و محمد بن عُقیل) یا برعکس (جیسے شریح بن نعمان و سُریج بن نعمان) تو یہ نوع متشابہ کہلاتا ہے۔

اقسام متشابہ } اقسام مذکورہ بالا کی ترکیب سے بہت سی اور اقسام بن جاتے ہیں جو حکم میں متشابہ کے ہوتے ہیں۔

اوّل۔ راوی اور اسکے باپ کے نام میں سوائے ایک دو حرف کے تجانس خطی و نطقی ہو۔ یا اُنکے آبار کے اسمار میں اسی قسم کا تجانس ہو۔ اسکی پھر دو صورتیں ہیں۔

صورت اولیٰ۔ تعداد حروف میں دونوں برابر ہوں مگر تلفظ میں مختلف ہوں۔ (جیسے محمد بن سنان و محمد بن سیار (محمد بن حُنین و محمد بن جُبیر)۔

صورت ثانیہ۔ اختلاف مذکور کے علاوہ تعداد حروف میں بھی تفاوت ہو۔ (جیسے عبداللہ بن زید و عبداللہ یزید)۔

قسم دوم۔ راوی اور اسکے باپ کے نام میں اتفاق خطی و نطقی ہو۔ لیکن اشتباہ کی موجب تقدیم و تاخیر ہو۔ اسکی بھی دو صورتیں ہیں۔

صورت اولیٰ۔ یہ اختلاف دونوں اسموں میں ہو (جیسے اسود بن یزید و یزید بن اسود)۔

صورت ثانیہ۔ صرف ایک ہی اسم میں یہ اختلاف ہو (جیسے ایوب بن سیار و ایوب بن یسار)

خاتمہ۔ تداخل مشتبہین سے بچنے اور معرفت و بیان تدلیس پر قدرت پانے

اور مراد عنعنہ پر مطلع ہونے کے لیے طبقات رواۃ کا جاننا بھی ضروری ہے۔
طبقہ۔ وہ جماعت جو عمر اور ملاقات اور اخذ عن المشائخ میں باہم شریک ہو طبقہ کہلاتی ہے۔
ف۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شخص مختلف اعتبارات و مختلف جہات سے متعدد طبقات میں شمار ہو۔
مہمات فن۔ مدعی لقاء کے صدق و کذب معلوم کرنیکے لئے پیدائش و وفات رواۃ کی معرفت متعدد الاسم مختلف النسبتہ راویوں میں امتیاز کرنے کے لئے اُنکے بلاد و اوطان کا علم۔ ثقہ و غیر ثقہ میں تمیز کرنیکو احوال رواۃ کا من حیث الجرح والتعدیل جاننا اور ہر ایک کے مراتب کی شناخت اور درجات جرح و تعدیل کا علم بھی ضروری ہے۔

مراتب جرح { شدید ترین جرح پر دلالت کرنیوالے وہ الفاظ ہیں جن میں بہت مبالغہ پایا جائے (۱) جیسے اکذب الناس مثلاً (بہت بڑا جھوٹا) اور (جیسے الیہ المنتہی فی الوضع وغیرہ وغیرہ۔

(۲) دجال او کذاب ونحوہ۔
ف۔ اگرچہ ان میں بھی مبالغہ کے معنے پائے جاتے ہیں مگر اول کی نسبت کم ہیں۔
(۳) لین او سیئ الحفظ۔ او فیہ ادنیٰ مقال وغیرہ وغیرہ۔
ف۔ ان کے درمیان بے انتہا مراتب ہیں (گمتروک وغیرہ) جنکا احصاء و شمار مشکل ہے۔

مراتب التعدیل { (۱) وصف بالمبالغہ (کاوثق الناس واثبت الناس ونحوہ۔
(۲) کسی لفظ تعدیل کے ساتھ تاکید (کثقۃ ثقۃ او ثقۃ وحافظ
(۳) کشیخ فی الحدیث۔ او یروی حدیثہ ونحوہ)۔

ف۔ ان کے مابین بھی بہت سے مراتب ہیں۔

تکملہ۔ جو شخص اسباب تزکیہ و تعدیل اور جرح سے پوری طرح واقف نہ ہو اسکا تزکیہ و تعدیل اور جرح قابل اعتبار نہیں۔

ف۔ تزکیہ واحد مسموع و مقبول ہے اگرچہ شہادت واحد مسموع نہیں۔ کیونکہ تزکیہ بمنزلہ حکم ہے۔ اور ایک شخص حاکم بن سکتا ہے اور اسکا حکم نافذ ہو سکتا ہے۔

ف۔ اگرچہ بعض محدثین تزکیہ کو شہادت پر قیاس کرتے ہوئے اسمیں تعدد مزکین کی شرط لگاتے ہیں لیکن حق تفصیل ہے۔ اگر تزکیہ کی بنا اجتہاد مزکی پر ہے تو نزاع فضول ہے۔ اگر اسکی مدار نقل کلام یا رائے غیر پر ہے تو نزاع متصور ہے۔ لیکن حق عدم اشتراط مذکور ہے۔

قولہ فتفصیل۔ کیونکہ جب اصل راوی میں تعدد شرط نہیں ہے تو فرع میں کیوں تعدد شرط ہوگا۔

ف۔ جرح یا تعدیل میں غفلت یا لاپرواہی بے حساب مفاسد کی موجب ہے۔

ف۔ بعض اوقات ناجائز طور پر بعض لوگ راویوں کی جرح و تعدیل کر بیٹھتے ہیں جسکے اسباب اکثر مندرجہ ذیل امور ہوتے ہیں۔

ناجائز جرح و تعدیل کے اسباب { (۱) اتباع ہوائے نفسانی (مثلاً حسد و بغض وغیرہ)۔
(۲) اختلاف عقائد و تعصب مذہبی۔ اسی لئے علامہ ذہبی نے فرمایا ہے کہ آجتک نہ تو یہ دیکھا گیا ہے کہ دو ثقہ و عادل کسی ضعیف کو قوی بنالیں نہ یہ کہ کسی قوی کو ضعیف قرار دیدیں۔ اور اسی بناپر امام نسائی نے فرمایا ہے کہ جبتک تمام یا اکثر محققین عادلین فن کا کسی حدیث کے ضعف پر اتفاق نہ ہو اسوقت تک بعض کے کہنے سے خواہ مخواہ اسے ضعیف ہی نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔

ف۔ غیر عادل کی تعدیل پر عادل و عارف باسباب جرح کی جرح مفسر کو ترجیح و تقدم ہے لیکن اگر کسی ثقہ نے بھی اس مجروح کی تعدیل نہ کی تو پھر عادل و عارف مذکور کی جرح مجمل بھی غیر عادل کی تعدیل سے مقدم ہے۔

ابن صلاح۔ البتہ ابن صلاح کا اس میں اختلاف ہے۔ وہ توقف کا قائل ہے۔

دیگر مہمات فن (۱) وہ راوی جنکے نام مشہور ہیں مگر انکی کنیتیں مشہور نہیں۔ انکی کنیتوں کا معلوم کرنا (۲) مشہورین بالکنی کے اسماء کی معرفت (۳) ہم نام وہم کنیت راویوں کے خصوصیات امتیازیہ کی معرفت (۴) انکی معرفت جنکی کنیتوں میں اختلاف ہے (جیسے اسامہ بن زید) کہ بعض کے نزدیک انکی کنیت ابوزید بعض کے نزدیک ابومحمد اور بعض کے نزدیک ابوخارجہ ہے (۵) معرفت کثیر الکنی (جنکی کنیتیں بہت سی ہیں) (۶) جنکے نعوت اور القاب متعدد ہیں (۷) جو اپنے آباء کے ہمنام وہم کنیت ہیں (۸) جو اپنی بیویوں کے ہم کنیت ہیں (جیسے ابوایوب وام ایوب) (۹) جنکے شیوخ اور آباء ہمنام ہیں (۱۰) جنکی نسبت اپنے آباء کے سوا دوسروں کی طرف ہے (جیسے مقداد بن اسود جو دراصل عمر کا بیٹا ہے۔ اسود زہری کا متبنے ہونے کی وجہ سے مقداد بن اسود سے مشہور ہے۔ (۱۱) جو اپنی ماؤں کیطرف منسوب ہیں (جیسے ابن علیہ) (۱۲) جنکی نسبت ایسے امور کیطرف ہے جو متبادر الی الذہن نہیں۔ (جیسے حذاء) اس سے متبادر اسکا موچی ہونا ہے مگر یہ غلط ہے۔ یہ نسبت صرف موچیوں کے ہم نشین ہونے کے باعث ہے نہ کہ کسب کفش دوزی کے سبب (۱۳) جو اپنے باپ دادا کے ہمنام ہوں (جیسے حسنؓ بن حسنؓ بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب) (۱۴) جو اپنے شیوخ اور شیوخ الشیوخ کے ہمنام ہوں (کعمران عن عمران عن عمران) (۱۵) جنکے شیوخ اور تلامذہ ہمنام ہوں۔ جیسے بخاری میں ہے (عن مسلم ومسلم عن البخاری) (۱۶) جنکی کوئی نسبت اور لقب نہ ہو۔ (۱۷) جنکا کوئی ہمنام نہ ہو۔ جیسے (صغدی بن سنان وسندر)۔ (۱۸) جنکی صرف کنیتیں ہوں اسماء والقاب نہ ہوں (۱۹) کسی قبیلہ یا وطن کی جانب منسوب ہوں۔ (۲۰) ان امور کے اسباب و وجوہ (۲۱) موالے اسفل و اعلےٰ۔

(۲۲) راویوں کے بھائیوں وغیرہم دیگر رشتہ داروں کی معرفت بھی ضروری ہے۔
اسی طرح آداب شیخ وتلمیذ کا جاننا بھی لازم ہے۔

آداب مشترکہ درمیان استاذ وشاگرد { یعنی جن آداب کی پابندی استاد وشاگرد دونوں کو لازم ہے)

(۱) ریا وسمعہ سے نیت کا پاک وصاف رکھنا (۲) اغراض فاسدہ دنیاوی سے آئینہ قلب کو آلودہ نہ ہونے دینا (۳) خالق ومخلوق کے ساتھ حسن تعامل کے اصول پر کاربند رہنا۔

آداب شیخ { (۱) عندالضرورت تعلیم وتدریس حدیث سے دریغ نہ کرنا۔

(۲) اپنے سے اعلیٰ محدث کی موجودگی میں عدادب کو نگاہ رکھتے ہوئے درس حدیث نہ دینا بلکہ لوگوں کو اس سے مستفیض ہونے کی ترغیب دینا۔
(۳) کسی ارادہ فاسدہ کی بنا پر درس حدیث موقوف یا ملتوی نہ کرے۔
(۴) باطہارت درس دے اور باوقار ہو کر بیٹھے۔
(۵) کھڑے کھڑے یا چلتے چلتے حدیث نہ پڑھائے۔ اِلّا بضرورۃ شدیدۃ۔
(۶) عوض نسیان اور تغیر لسان کے وقت حدیث نہ پڑھائے۔
(۷) اگر حدیث لکھوائے تو کاتب حدیث لائق۔ ہوشیار ذیانتدار مقرر کرے۔

آداب شاگرد { (۱) توقیر وتعظیم شیخ میں ہر وقت وہر حالت میں دل وجان کوشاں رہے۔ اور اسکی خوشنودی اور رضاجوئی کا ہر وقت طالب صادق رہے۔

(۲) دوسروں کو بھی اس شیخ سے مستفید ہونے کی ترغیب دے۔
(۳) حیا یا تکبر وغرور کے باعث ترک استفادہ نہ کرے۔

(۴) حدیث کے تمام مالہ وما علیہ بتمام وکمال اچھی طرح قلم بند کرلیا کرے۔
(۵) مذاکرہ اور تکرار حدیث کا خاص التزام رکھے۔

ف۔ سن تحمل حدیث اور وقت ادار حدیث کا جاننا ضروری ہے۔

ف۔ سماع حدیث کے وقت راوی کا سن تمیز ہونا بھی ضروری ہے ہاں اگر مقصود بعض تحصیل برکت ہو تو پھر صغیر السن کے لیئے بھی حضور فی درس الحدیث درست ہے۔

ف۔ کافر و فاسق بھی متحمل حدیث ہو سکتا ہے۔ البتہ ادائے حدیث کے وقت اُسکا صادق الاسلام اور تائب عن الفسق اور عادل و ثقہ ہونا ضروری شرط ہے۔

ف۔ صفت ضبط حدیث در کتاب اور صفت عرض حدیث بر شیخ وغیرہ من الثقات اور صفت سماع اور اسماع حدیث و صفت رحلت برائے تحصیل علم حدیث و صفت تصنیف کا جاننا اور اسباب موارد حدیث کی شناخت بھی ضروری ہے۔ فقط

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ وَنَجِیِّکَ مُحَمَّدِ نِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ۔ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْهَادِیْنَ اِلَی الصِّرَاطِ الْقَوِیْمِ

علامہ ابن حجر عسقلانی مصنف نخبۃ الفکر کے مختصر اور ضروری حالات زندگی

حضرت احمد بن علی ملقب بہ شہاب الدین۔ مکنی بابی الفضل ملک شام کے ایک قصبہ عسقلان کے ایک رئیس اور متمول آدمی تھے۔

افراط سیم وزر یا کثرت لعل وجواہر یا جودت ذہن اور اصابت رائے کے سبب یا اپنے جد خاص کے موسوم بہ حجر ہونے کے باعث آپ ابن حجر کے لقب سے ملقب تھے۔ آپ کی اس گرانقدر دولت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ مستفیض ہوئے۔

آپ کو تمام علوم وفنون ادبیہ وفارسیہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ خصوصاً تفسیر۔ فقہ۔ حدیث میں اپنے زمانہ کے امام اور خاتم حفاظ حدیث تسلیم کیے جاتے تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "ریاست فی الحدیث آپ پر ختم ہو چکی ہے۔ نہ تو آپ کی موجودگی میں کوئی حافظ حدیث ہوا۔ اور نہ آپ کی وفات کے بعد۔"

ف۔ (حافظ وہ ہوتا ہے جسے کم از کم ایک لاکھ حدیث بہ متن واسناد ازبر ہو)۔

حدیث کے تمام اقسام میں آپ نے مختصر ومطول کتابیں لکھ کر

اسلام واہل اسلام کی وہ خدمت کی جو دوسرے حضرات کو بہت ہی کم نصیب ہوئی۔

تصانیف } تہذیب التہذیب۔ تقریب التہذیب۔ لسان المیزان۔ الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ بلوغ المرام۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری جیسی مشہور ومستند تصانیف اسی بحر مواج کے گرانقدر موتی ہیں۔

ولادت۔ ۷۷۳ھ میں ہوئی۔ اور اس آفتاب علم وفضل کے طلوع سے عالم منور رہوا۔

وفات } اور ۸۵۲ھ میں اس مہر نیمروز کے غروب سے دنیائے اسلام پر ظلمت چھاگئی۔ موت العالم موت العالم +

عمر۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۷۹ سال ہوئی رضی اللہ ورسولہ عنہ

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ جَمِيْعَ مُصَنَّفَاتِهٖ وَضَاعِفْ لِحَسَنَاتِهٖ وَمَتِّعْنَا بِعُلُوْمِهٖ وَاَفَاضَاتِهٖ بِرَحْمَتِكَ

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

تقریظ جناب فیضمآب علامۂ عصر مولٰنا اصغر علیصاحب روحی (ایم۔ او۔ ایل)

ممتحن علوم مشرقیہ پنجاب یونیورسٹی والہ آباد یونیورسٹی وسینئر پروفیسر عربی اسلامیہ کالج لاہور

میں نے خلاصہ شرح نخبۃ الفکر مؤلفہ مولوی محمد فضل کریم صاحب مولوی فاضل ومنشی فاضل کے بعض مقامات کا مطالعہ کیا۔ فاضل مؤلف نے خلاصہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اصل مضمون کو بالاستیعاب قائم رکھا ہے اور یہ واقعی انکی قابلیت علمی کا نتیجہ ہے امیدواران امتحان مولوی فاضل کے لیئے یقیناً مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط

خاکسار۔ اصغر علی روحی۔

تقریظ اُستاد العصر مولٰنا محمد نجم الدین معلّم اعلیٰ علوم عربی اورینٹل کالج لاہور

مولوی محمد فضل کریم صاحب نے شرح نخبۃ الفکر کا جو خلاصہ لکھا ہے بعض جگہ سے بندہ نے دیکھا۔ بہت ہی مفید پایا۔ مولوی فاضل کے امتحان میں شامل ہونیوالے امیدواروں کے لیئے نہایت ہی مفید ہے۔ مولوی صاحب نے اصل کتاب کے تمام مضامین کو ملحوظ رکھکر خلاصہ کیا ہے۔

نجم الدین (پروفیسر عربی اورنٹیل کالج لاہور)

بقیہ فہرست کتب

کتب امدادی

اردو ترجمہ سیرت ابن ہشام سے ہ

سبعہ معلقہ ترجمہ اردو از مولانا ذوالفقار علی صاحب عہ

علق نفیس شرح سبعہ معلقہ

اردو ترجمہ بی اے عربی کورس از پروفیسر میمن سے

کنز الفرائض ترجمہ اردو شریفی ۔ عہ

ترجمہ اردو کنز الدقائق ۔ عہ

پرچہ جات مولوی عالم و مولوی فاضل

از سنہ ۱۹۲۶ تا ۱۹۲۸ء

مولوی فاضل سنہ ۲۶-۲۷-۲۸-۱۹۲۹ء

پرچہ ۱۔ تفسیر بیضاوی سورۂ آل عمران عمار

موطا امام مالک (زیر طبع)

شرح نخبۃ الفکر ۱۲ ر

ہدایہ (جلدین اخیرین) سے

(یا شرح اللمعہ بقدر نصاب)

پرچہ ۲۔ دیوان حماسہ (باب ۹-۶ خارج) ۱۲

دیوان متنبی محشی مولانا اعزاز علی صاحب مطبوعہ دیوبند للعہ

محیط الدائرہ مع اردو ترجمہ عہ

پرچہ ۳۔ مقامات حریری (پہلے ۲۵ مقامے) عہ

کامل مبرد جلد اول صفحہ ۱ تا ۱۹۱ مطبوعہ قاہرہ

اسرار بلاغت ۔ یا

مطول (تا بحث ما انا قلت) ۔ عہ

پرچہ ۴۔ سلم العلوم ۔ عہ

فتوح البلدان بلاذری ۔ سے

(فتوح السواد سے تا ختم کتاب)

اشارات عہ

پرچہ ۵۔ رسالہ حمیدیہ عہ

شمس بازغہ تا بحث حرکت سے

تصریح شرح التشریح ۔ عہ

یا بخاری تمام عہ

ترمذی تمام سے

مسلم جلد اول (سنہ ۱۹۲۸ء میں مسلم داخل نہیں)

پرچہ ۶۔ فصیح و بلیغ عربی میں جواب مضمون ۔

اختیاری مضمون

(۱) روح الاجتماع ۔ عا

الفاروق عہ

خیالستان عہ

رؤیائے صادقہ عہ

(۲) دیوان حالی مقدمہ ۔ عہ

دیوان غالب اردو ۶ ر

قصائد ذوق ۔ ۶ ر

اطلاع ضروری طلبا کے لئے

۱ ۔ امتحان میں شامل ہونے کی اجازت رجسٹرار صاحب بہادر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ملتی ہے ۔ یہ امتحانات ماہ اپریل یا اسکے بعد حسب تجویز سنڈیکیٹ ہوتے ہیں ۔ امتحان سے کم از کم ایک ماہ پہلے رجسٹرار صاحب کے پاس درخواست معہ فیس امتحان پہنچ جانی چاہئے ۔ فیس داخلہ امتحان پرائیویٹ اور کالج کے طلبا کے لئے یکساں ہے جو حسب ذیل ہے :۔

امتحان مولوی ۔ سات روپے ۔ رجسٹریشن فیس ۔ چار روپے

امتحان مولوی عالم ۔ دس روپے ″ ″ ″

امتحان مولوی فاضل ۔ پندرہ روپے ″ ″ ″

۲ ۔ طلبار کو چاہئے کہ کتب خریدتے وقت ہماری قیمتوں کا مقابلہ کر لیا کریں ۔ انشاء اللہ ہم سے انکو کتب مقابلۃً عمدہ صحیح اور سستی ملینگی ۔

۳ ۔ فہرست کتب طلب کرنے پر مفت ۔